

مکتبہ اسلامیہ

موسوم بہ

شعری بلگرام

از تصنیف لطیف

شاعر نازک خیال و سخن شیرین ممتاز جناب مولوی سید وارث حسین صاحب
بگلرانی وکیل المختص بہ عدیل سلاطین و ارباب جلیل

یا تمام سید حیدر رضا

مطبع انوار الاسلام حیدرآباد دکن مطبع ہمدانی

فہرست مضامین مثنوی لسان المعروف مثنوی بلگرام

۱	حمد باری تعالیٰ	۲۱	مناجات بہ درگاہ قاضی الحاجات
۲	نعت سرور کائنات علیہ السلام علیہ التحیۃ والصلوٰۃ	۲۲	بیان فضیلت علم
۳	مع اصحاب کربلا علیہم السلام	۲۳	صفت گویائی
۴	منقبت حضرت حسین ابن علی	۲۴	ذکر اہل دینا
۵	ذکر حیدر آباد دکن	۲۵	فوائد صحبت نیک
۶	ذکر دیوان دکن	۲۶	نذرت غم و رور
۷	واقعہ انتقال اولاد مصنف	۲۷	نذرت شیطان
۸	ذکر علماء بلگرام	۲۸	نذرت شراب
۹	قصہ سید ولیر علی بلگرامی	۲۹	نذرت دروغ
۱۰	باعث دیرانی بلگرام	۳۰	صفت مومن
۱۱	ذکر مولوی سید حسین نواب علیہ السلام بلگرامی	۳۱	قصہ سکندر
۱۲	ذکر کمال مولوی سید شاکر علیہ السلام	۳۲	تربیت اولاد
۱۳	شجرہ خاندان مصنف	۳۳	قصہ باز
۱۴	ذکر جد امجد مصنف	۳۴	نقل بخیل
۱۵	ذکر قرابت سسرالی مصنف	۳۵	نقل حاکم
۱۶	ذکر خاندان ازواج فرزندان	۳۶	قصہ ماب
۱۷	ذکر دروہ مصنف بہ حیدر آباد	۳۷	قصہ شہزادہ دیو دم
۱۸	غندرہ قصید و ہیچہ افی مصنف	۳۸	نقل سائل
۱۹	ساقی نامہ	۳۹	قصہ ولی اللہ
۲۰	خطاب نفیس	۴۰	قصہ حضرت عیسیٰ

محرم و دستخط خاص قدس آداب عالم بلعنی فاضل لوزی و الزامی علی نقی حسینی
مرظلہ العالی

بِاسْمِهِ سُبْحَانَهُ وَبِهِ الْحَمْدُ

مُفْعِلٌ وَتَجِبُ نَمَانْدَ لَیْنِ تَطَوُّمِ مَوْسَمِ بَدِستَانِ بَلَقِبِ بِمَشْنُوی بَلْکَرَامِ شَمْسِ
بِوَأَقْصَاتِ سَیْحَمِ شَحُونِ نَقْلِ وَتَحْکِیَاتِ فَصِیحِ بَنی بِلِضَاحِ شَافِیهِ وَهَوَا غَظَلِ کَافِیهِ
بِسَوَالِ شَائِسْتِهِ وَبِیَانِ لَاسِقَةِ شَمْلِ بَعْقَانْدِ حَقِّهِ اَزْ لَقَمَاتِ نَیْضِ
سِیَاقِ پَنَاهِ وَتَجَابِتِ دَسْتِگَهِ فَرْسِجِ الدَّوْمَانِ شَاعِرِ شِیرِیْنِ بِلِیَانِ بَلْکَرَامِ
سِیدِ وَاَرِثِ حَسَنِ مَاحِیِطِ الْوَهَبِ بِکِیْسِ بَلْکَرَامِی تَخْلِصِ بِعَدْلِ بَلِ وَاَقْنَا
بِیَعْدِلِ اَزْ تَطْمِیْمِ کَرِشْتِ مَطَالَعِ اشْرِ خَالِ اَزْ فَوَائِدِ مَصْلَحِ دُنِیَوِی
وَآخِرِ دُنِیَوِی نِیْتِ وَاللّٰهُ مُوَفِّقٌ وَالمُعِیْنُ ۔

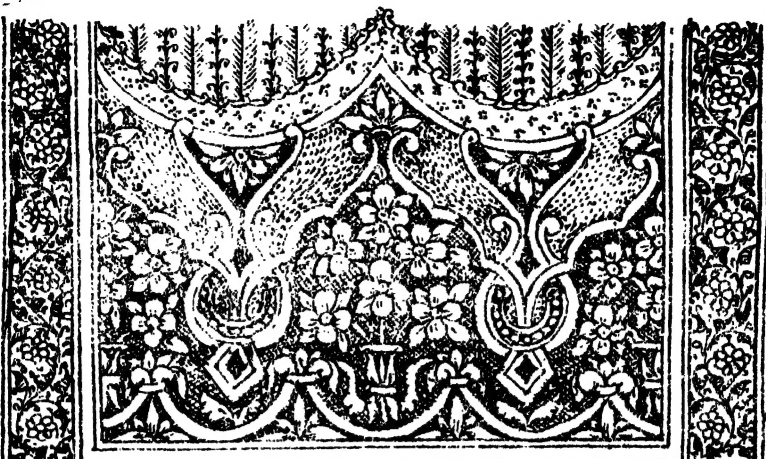
مهر
علی نقی حسینی

مهر صد ستخطا

جناب لوی سید علی نقی صاحبزادہ مرظلہ

اطلاع ہے۔ مطبع ہدایت کتاب ہذا بہ قیمت فی جلد ۴۰ مسکونی ہے۔ معصوم لکڑاں دہ خیریدار۔

نفاٹ ہے۔ کوئی صاحب ہذا اجازت طبع کا قصہ نفرمائیں۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

<p>سب کو عجب رکجا خالق کجا سارے عالم کو بیدار کر دیا بار پھر کوہ گراں کا دھریا چاند سورج اور فلک پیدا کیے رہا باہم ان میں خالق نے دیا روح کو قالب پہ پھر شمشید کیا باغ جنت ان کے رہنے کو دیا آگے دنیا میں آبادی ہوئی نسل آدم سے ہوئے صد ہائی</p>	<p>کس زبان سے حمد خالق ہو ادا ایک لفظ کن سے پیدا کر دیا خاک کو پانی پہ قائم کر دیا جن و انساں اور ملک پیدا کیے ہیں مخالف چار عفر بر ملا جسم کو حکمت سے پھر پیدا کیا آدم کو ٹٹو کو پھر ظاہر کیا اکل گندم سے پھر بادی ہوئی عابد و ابرار و زاہد متقی۔</p>
--	--

نعت حضرت سرور کائنات علیہ النبیۃ و الصلوات

<p>خاتمہ جنہ نبوت کا ہوا میں حبیب خالق الرحمن و رحمت نور ایمان خیر آدمی مصطفیٰ</p>	<p>کر رہا اب نعت شاہ دنیا نام ہے جن کا محمد مصطفیٰ باعث ایجاد عالم مصطفیٰ</p>
--	---

مظہر آیات و اسرار خدا
راج اسلام ہادی رہنما
جو ہارا دیں بھی ہے ایمان بھی
عقل انسان جس جگہ عبور ہے

رحمت خلاق نور کبریا
انبیائے ماسلف کے پیشوا
آپ پر نازل ہوا ترانہ بھی
معجزہ ہر راج کا مشہور ہے

بیچ اصحاب رسول مقبول

جنکی ہمیشہ حق ہیں اسلمے مرتبے
رحمت خالق ہوا دن پر صبح و شام
نصرت اسلام کی اور جان دی

وہ صحابی ہیں رسول اللہ کے
تھے جو انصار و مہاجر بنیکام
تھے وہ غازی اور سازشی متقی

بیچ حضرت علی رضی علیہ السلام

ہے جو شاہ ادب و الہام
ہے لقب ادن کا علی مرتضیٰ
نفس کی بستی کو دیاں کر دیا
سر کیے کفار کے تن سے جدا
خیبر خندق اُحد بدر و خنین
محد میں اُردو کو دو ٹکڑے کیا
بخش دی فی الفور اوٹوں کی قضا
شان میں آیا ہے جنکے بل اتنی
احمد مرسل نے باصدق جویا
سو گیا بے خوف شیر کبریا
کیا بیاں ادنیٰ سے ہو وصف علی
متقی ہادی سخی ذی احترام

اسو قلم اب بیچ کر اس کی رسم
سلسلہ بن سے ولایت کا ہوا
سرکشوں کو جس نے حیراں کر دیا
زلزلہ ملک عرب میں پڑ گیا
ان کے قاتل ہیں علی بازید و زین
خانہ کعبہ میں جو پیدا ہوا
راہ میں سائل ہوا اک استخار
طاقت حق میں انگوٹھی کی عطا
حکم خالق سے وصی اپنا کیا
بستر احمد پہ با حکم خدا
مثل ان کا کون ہے بعد از نبی
نس سے ان کے ہوئے گیارہ امام

بارہواں جو ہے امام پیشوا غیبت کبریٰ ہے بیکادو تھا

منتقبت حسین ابن علی علیہ السلام

<p>کر بلا میں جس کی دولت کشت گئی حال دل میرا ہے اُس پر بھلی کر بلا پہنچے کہیں یہ دل ولول ہاشمی عالی نسب جان نبی آپ ہیں اہل عطا والاہم مبتدائے غم رہے ہر صبح و شام یا حیدر بن علی فریاد ہے اور مدفن ارض پاک کر بلا آپ پر ظاہر ہے باقی مدعا</p>	<p>منتقبت لکھتا ہوں اسے سلام کی میرا آقا ہے حسین ابن علی عرض ہو اب یہ مری ہو لاف بول آپ ہیں فرزند نذر پیرا و علی آپ ہیں کان سخا جو دو کرم آپ سا آقا ہو جس کا وہ سلام زندگی اب تو مری برباد ہے ہو مر اب تر بھی خاک کر بلا خاتمہ باخیر ہوئے پھر دعا</p>
---	---

ذکر شہر حیدر آباد دکن

<p>جمع ہیں یہاں ہر طرح کے اہل فن مثل غنچے کے ہر اک بازار ہے بن گئے ہیں قصر شاہی جا بجا ایسی ایسی شنوی نو دس لکھوں والی ملک دکن جو ہر شناس ہے لقب ان کا حضور نامدار میر عثمان علی خاں نام ہے سکہ و خطبہ ہے ان کے نام سے فوج ہے باقاعدہ اور ہوشیار</p>	<p>شہر ہے یہ حیدر آباد دکن شہر بھی وہ شہر جو گلزار ہے دو برس میں کچھ کا کچھ نقشہ ہوا ذکر کریں اک عمارت کا کروں بندگانِ عالی گردوں اساس پاک طینت نیک مادت ذوقار عدل سے ان کو ہمیشہ کام ہے خوش ہے خلقت راحت و آسائش ہے قصاص و قیہ کا سب اختیار</p>
--	--

<p>شاہ ہے بیدار دیواں باخبر کوسوں میلوں شہر بچہ آباد ہے سیکڑوں موٹروں زاروں سیکڑیں خاص بلدہ میں ہیں اکثر محکمے تل بھی پانی کے ہیں جاری جا بجا واقعی بے مثل بت نایا ہے معدن علم و سخاگر دوں اساس شاہ بالک چشم دائم ہیں</p>	<p>ہے قلع ملک بھی مشہور سب رعایا مطمئن دل شاد ہے رات دن پھرتی ہیں ہر اک راہ میں ڈاکٹر خانہ ہیں صمد ہا مدر سے روشنی بجلی کی ہے اسکے وا زیر تعمیر اک نیا تالا ہے قدر داں ہیں شاہ اور جو ہر شناس یا اٹھی تا بدت سائم رہیں</p>
--	---

ذکر دیوان دکن

<p>مختصر دس پنج بیتیں کم سے کم صاحبِ جود و عطا عالی تبار ہے خطابِ جدا نہیں سلاار جنگ ہیں بھد دیوان دکن والاضفات ہیں وزیر این وزیر ابن وزیر شاہ ہے شمس الضحیٰ اور یقین قدر داں ماہر علم و فن مثل ارماں دل ہیں بھد کے ہیں</p>	<p>اے قلم و صف دیواں کر رقم ذی چشم یوسف علی خاں نادار عادت و خلقت میں ہر داد کا رنگ نیک عادت نیک خلعت نیک فات خاندانی ہیں ہمیشہ کے امیر روشنی ہے خلق میں باہر گر افتخار حیدر آباد دکن میں دعا کرتا ہوں سب کے ہیں</p>
--	---

واقعہ انتقال والا مصنف

<p>فرط غم سے اسکا کھنا ہے محال مہ تقاضا خوش خلق و انور تیں محکومان سب میں اسی سے کام تھا</p>	<p>واقعہ اپنا کر دل کیا عرض حال بھد کو خالق نے دیے فرزند تیں ان میں جو چھوٹا تھا کٹونا نام تھا</p>
--	--

نام تاریخی بھی ہے اخت حسن
عسراہ سال کی مٹی کو قلیل
سانے میرے مراد م توڑ کر
چھ مہینے ہو چکے ہیں لا کلام
لڑکیاں دونوں جواں تھیں مگنس
دو برس میں سب بید ویرانی ہوئی
رات دن اس قسم میں ہیں تاملتیں
دل کی حالت کو تباؤں کی طرح
چرخ کج رفتار نے کر کے ستم
اندرونی غم سے یہ حالت ہوئی
دوسرے آخر میں چکر ہو گیا
کان بھی اک دفعتا ہر ہوا
زندگی سے اپنی بین سزارہوں
خار غم دل میں ٹھکانا ہے بہت
ریخ سے مجھ کو نہ کوئی کام تھا
ہر گھڑی دل عیش سے گلزار تھا
ہے میرے عسراہ کی یہ ساری

سارے بچوں سے نرا لٹھا چلن
عقل میں خسلاق میں تھا بے عدیل
چل بہا جنت میں مجھ کو چھوڑ کر
ہر گھڑی درد زباں کی اسکا نام
دل کو زخمی گھر کو ویراں کر گئیں
درد پر پھر پھر کے حیرانی ہوئی
دل پہ داغ جبر کو سہتا ہو نہیں
داغ دل اپنا دکھاؤں کی طرح
آنکھ کو رونا سکھایا دل کو غم
دوسرے رات دن عادت ہوئی
انتقام عقل اب تیر ہو گیا
ہے قدم اب ضعف سے ٹہرا ہوا
رخسہ دل سے عاجز و ناچار ہوں
قلب مہطرب پھر کتاب ہے بہت
مشغلہ ہنسنے کا صبح و شام تھا
رونا و غم میں بھی دشوار تھا
واقعہ جو صاف تھا وہ کہہ دیا

ج
نہایت سبب سے عورت کی
موت اور اس عینیت سے

ذکر علماء اسلام بلگرام

ایک قصبہ ہے بنام بلگرام
عقل میں اور علم میں تھا بے نظیر
نامور عالم تھے آزاد و جلیل

خط لونیانیاں ہے لا کلام
جانتے تھے کل خبر برناؤ پیر
جن کی تصنیفات ہیں سب سے عدیل

مولوی تھے ایک کزاز علی	عالم و قاضی نازی متقی
عالم و زاہد طیب و منطقی	اسم نامی مولوی سید تقی
مولوی سید علی علی مقام	جانتے تھے چھ زبانیں لاکلام
قدر شاعر ہوا پیدا جہاں	جانتے ہیں جنکو سب پیر و جہاں
سید مومن علی نیک ذات	صاحب جو دو کرم و الاصفات
حیدر آباد دکن کے عہدہ دار	افسر صدر عدالت ذوی وقار
اسم نامی جنگا ہے تیا میر	اور حسن ہے نام کلابندر و اخیر
میرے ماموں تھے میر اہل بلگرام	تھے مددگار عدالت نیک نام
سید احمد سانا نامی روزگار	جنکی تصنیفات بھی ہیں بے شمار
احمد ناکہ ہوئے پیدا یہاں	علم موسیقی میں شہور جہاں
بعض ان میں پر تھے بعض جہاں	جل بسے یہ سب کے سب سو جہاں

قصہ سید دلیر علی بلگرامی

چار کنبہ ہیں ذلّیل من روی	سید بدلی بنی بہتم زنی
اور غلیل نامور علی مقام	تھے رئیس وقت یہ سب نیک نام
نسل ہیتم تھی زیادہ استقام	اک محلہ میں نہ تھی سب کی گزر
اس قدر کثرت سے نسل انکی بڑھی	سنائی آباد آخسر میں ہوئی
نسل سے ہیتم کے تھی اک ذی وقار	نام تھا سید دلیر نامدار
تھے یہ باڈی کا ٹھوبہ خوش سیر	نئی رئیس وقت کی اچھی نظر
سات سو تھے بلگرامی لاکلام	ہو گئے وہ عمر شد آبادی تمام
مختصر یہ ہے لڑائی جب ہوئی	فوج کی ان چپڑھائی جب ہوئی
خون تھا سب ایک تھے اکثر جہاں	کیا کروں ان کی شجاعت کا بیاں

ہو گئے حق نہ کہ سب سے بدو
سات سو نے جان کی اپنی فدا
جب خبر پھونچی یہ سوئے بلگرام
ٹوکر سے دو بھر گئے نتھہ سرتما

باعث ویرانی بلگرام

حال موجودہ بیاں کرتا ہوں میں
نچھہر شوقی نوکری باہر گئے
مختلف شہروں میں ہیں کچھ نیک نام
سب میں حجت وطن اب بھی ضرور
پوچھنے گچھنے کی عادت ہے ضرور
سخت قصبہ اس سبب سے سو گیا
حالت قصبہ بیاں کرتا ہوں میں
کارہ طاعون سے کچھ مر گئے
ہیں بہت یورپ میں اہل بلگرام
گو دہن سے منزروں ہتھیں ڈور
ہموطن سے اپنے الفت ہے ضرور
جو گیا جس جا وہیں کا ہو گیا

ذکر مولوی سید حسین علی صاحب المالک بلگرامی

نامور بانی ہیں اک اہل کمال
مولوی سید حسین ذمی وقار
صاحب اقبال قیمت کے وہی
کونسل لندن کے تھے رکن رکین
اس سے پہلے کس کو یہ مرتبہ ملا
جاہ و جہت کے یہ ہیں مانتیر
ان کو خالق نے کیا ہے باوقار
ہر صفت داخل ہے ان کی ذات میں
ختم کرتا ہوں بیاں اس بات پر
چار ہیں سرزدان کے نامدار
سب کے سب عہدوں پہر فی ختم
منقب سمجھتا ہوں اب کچھ انکا حال
معدن علم ادب عالی تبار
علم سے سینہ قوی اور دل غنی
تھے وزیر ہند کے پیمائشیں
پایا عہد کسی نے کب بھلا
ہیں یہ دیوان دکن کو انبیسویں
علم انگریزی میں ہیں نامدار
مثل اپنا خود ہیں عہد ہر بات میں
ہے ترقی ختم انکی ذات پر
صاحب خلق و مروت ذی وقار
ان میں دو محسن ہیں میرے لاکھ نام

ذکر کمال مولوی میر شا کر علی صاحب

با کمال و بے نظیر نیک ذات
ہو گئے یکجا یہاں بھی شکر حق
آج تک بخش نہ کچھ جگر اٹھوا
بارہ کی سیدالتادات ہیں
ایسے اکمل خلق ہوتے ہیں کہیں
لکھ دیا ازابتداتا انتھا
خوش خطی میں اور صنعت میں لکھی
بے عبات میں یہ سب پیش نظر
عالم ایجاد میں کیا ہیں یہ

سید شا کر علی والا صفات
میر سے ہم مکتب بھی ہیں اور سبق
ابتداء سے تا انتھا
نیک ہیں نامی ہیں خوش اوقات ہیں
خوشنویسی میں تطہیر ان کا نہیں
ایک ہی چاول پر چور چور کا
ہٹری پوری ہے انگلستان کی
برگ دشاخ و طائر و بیخ و شجر
مخل خالق سے ابھی زندہ ہیں یہ

شجرہ خاندان مصنف

سید منرا ہے میرے جد کا نام
عرف ہے مشہور و معروف
ہیتی گنبہ میں ہے میرا شمار
خاندان اپنا عیساں کرتا ہوں میں
صادق عالی نسب شیریں بیاں
حشمت و ذات علی والا کھر
جبکہ تقویٰ میں نہ تھا مطلق خلیل
وصف ادن کا اطمینان مشہور ہے
متقی بھی زاہد و ابرار بھی
تھی فضائل میں غلے کے لاجواب

میں بھی ہوں ازسکینان بلگرام
اسم ہے سید محمد نامدار
نام ہے وارث حسین حاکم
مختصر شجرہ بیاں کرتا ہوں میں
بد دین و ہیت و صفت درجہاں
قطب عالم و نواز خوش سیر
میرے پردادا تھے عالم عمل
نام جو ذات علی مذکور ہے
تھے رئیس وقت بھی سردار بھی
تھی تصانیف میں جو اک ان کی کتاب

ذکر جدا مچہ مصنف

جانتے ہیں اون کو سب برنا پیر
جزو ثانی ہے محمد باوقار
خون دشمن سے پھرے یہ دربار
ہستی کنبہ نے ساتھ اٹھا دیا
بیلی صاحب ناگھاں آئے وہاں
کام مثنیٰ کا سپردان کے کیا
تھے رزیدنس اودھ یہ نیکذات
دل ہے سب دوستوں کے شادشا
ناکجا جہ بھی سب واپس رہی
جا بے جنت میں وہ عرصہ تو ا
پر مجھے اُس سے نہیں کچھ کام ہی
اسیے وارث ہے اس بے خبر

جہ مری تھے باکمال و بے نظیر
نام ہے اُن کا طے نہ نامدار
کم سسنی میں مر گئے ان کے پدر
مرشد آباد آ کے آخر دم لیا
پرورش پکر ہوئے جب یہ جوان
خطابت اچھا تھا نوکر کچھ لیا
صاحب و الاساقب خوش منات
پھر ملی ان کی بدولت جائیداد
دوسرے لوگوں کے جو قبضہ میں تھی
نام ہے والد کا میرے مرتضیٰ
ملک کا نمبر تو میرے نام ہے
بے وکالت سے مری کافی گذر

ذکر قرابت سہری مصنف

کیا کہوں میں اپنے والد کی خوشی
شہر میں مشہور ہیں یہ ذوقدار
نیک تھے نیکی سے ان کو کام تھا
مال و زر خالق نے سب کچھ تھا دیا
علم کا تھا شغل لیلیٰ و بہار
تھے یہ سرکاری وکیل محترم
کھٹنوں میں خانہ آبادی ہونی

میری شادی کھٹنوں میں جب ہوئی
تھے ملی منہر وکیل نامدار
میر لوب ان کا عرفی نام تھا
تھے پدر ان کے جو سید مصطفیٰ
صاحب تالیف تھے یہ ذی وقار
ذی مروت نیک و صاحبِ جہم
ان کی پوتی سے مری شادی ہوئی

ذکر خاندان ازواج فرزندان

<p>اب جو باقی ہیں مری فرزند دو اور چھوٹے کا وراثت نام ہے شادیاں کر کے ہوا میں شاد کام ہے مری یہ عبا بنی طاعت گزار گو رسول آباد میں ودھیال ہو سید مادی ہیں جس نامدار اس کا بھائی بھی بہت ہوشیار ہے عرف پیار سے ہے رضی حیدری نام اور بڑی ہے لکھنؤ کی باتیں باپ تھے سید حسین نامدار اس کے ناما میں مثال آفتاب قوم کے سید محمد نام ہے ہے محلہ ایک مفتی گنج کا</p>	<p>ہے بے کا نام اصغر بیہ سنو اب انہیں کے دم سے بھگو کام ہو ہے بھو بھوٹی ز آل بلگرام اسکے جد کا ہے قبیلہ بے شمار بلگرام نامور نغمیاں ہے اور غنی حیدر پرستے ذوقدار آدھے قصبہ کا دو نمبر دار ہے شغل اس کا ہے کتب بینی مدام میری سسرالی قرابت کی عزیز سید میرن تھے ماموں ذوقدار شہر میں مشہور نامی لا جواب ہر طرح بران کا نیک انجام ہے لکھنؤ میں بس یہ کافی ہے پتا</p>
---	--

ذکر قیام حیدر آباد دکن

<p>دولہ ساتھا دکالت کا بہت قصد پھر سوئے دکن میں کیا ان کے گھر میں ہیں امیر قیام عرف میں کہتے ہیں تائب سید کیا نام ان کا بھی بہت مشہور ہے ان کے چھ فرزند ہیں الاعضا</p>	<p>شوق تھا مجھ کو عدالت کا بہت لکھنؤ میں امتحان پہلے دیا میں غلام سید عالمیغفام ہم وطن ہیں یہ میرے بھائی یہاں جنکے والد کا ہوا نذکور ہے سید موسیٰ علی پاک ذات</p>
---	--

اوس محلہ میں پڑھایا اور اقامت
شہرہ آفاق ہے نام و نشان
مولوی عالم سخی سید تقی
مستفاد ہر ایک دولت مند ہے
نیک باتوں میں ہیں یکتا فرد ہیں
محسن علم و فقیر نیک ذات
شرع میں محکمہ مدان سے ملی
امتحان میں وکالت کا دیا
غیب سے ہونے لگی پھر تودہ
قدر پھر کرنے لگے میری سبھی
پھر عطا اللہ نے کی قدرت
ہو گیا عرصہ سے یہ مثل وطن

ہے جو ایرانی گلی اک نیک نام
سربر آوردہ ہیں اک عالم ہاں
صاحب اخلاق و عابد متقی
درس ہے تدریس و عطا و پند ہے
خیر ہے دلیں سدا ہمہ رد ہیں
جبر و بار و خوش مزاج و خوش صفات
کچھ کچھ جو جو مدد جسے ملی
مشغلہ قانون کا جاری کیا
فضل خالق سے ملی جگہ سند
پہر ترقی دن بدن ہونے لگی
رفتہ رفتہ بڑھ گئی پھر منزلت
اب ہے مسکن حیدر آباد گین

عذر قصیدہ و ہجڑانی

کر کچھ سب قصیدہ ماضی بیان
جس کو ایک مدت ہوئی عرصہ ہوا
میرا کچھ پیشہ نہیں ہے شاعری
عنفور مائیں مجھے اہل کمال
جس سے خوش ہو جائیں گے غور و کلام
عرف میں ہے مشنوی بلکہ ارام

ختم کی اب میں نے اپنی داستان
لکھنؤ میں شاعری کا شوق تھا
طبع موزوں در حقیقت ہی مری
میر ہی نفس کش کو فرمائیں خیال
مثنوی لکھا ہوں ایسی داستان
مثنوی داستان ہے اسکا نام

ساتی نامہ

ہو میر جس کے پینے سے تواب

ساتی کچھ عطا کر وہ شراب

<p>نام ہے جس کا مے محبت ملی گیارہ ساتی اور بھی ہیں جا بجا بس انہیں ساتی سے ٹکڑو کام کر مست ہوں روز ازل سے ساتیا رستمگاری کا وسیلہ ہے یہی روزِ شہر ہے مٹا، دلی یا الہی دے مے عرفان مجھے</p>	<p>خوش ہے جس سے کبریا راضی بنی رہنا ہادی ز آل مصطفیٰ روز و شب انکا زباں پر نام ہے ہوں مے الفت انہیں کی پی چکا ہاتھ سے چھوٹے نہ دامانِ حسنی ہاتھ میں ہو دامن آلِ نبی تاکہ شہم دل سے چھوٹوں تجھے</p>
--	--

خطا بنقص

<p>اے مسافر کو پہ پہ تیار ہو ٹھانٹھریہ سارا پڑا رہ جائیگا اچکی اب تو صدمائے اتریل ہے زمانہ موت کا پیشِ قس وہ مکاں ہے قبر جس میں در نہیں قبر کی منزل بہت دُور ہے ملک و لشکر کام کچھ آتا نہیں تائمہ اعمال سے میرا سیاہ</p>	<p>خوابِ غفلت سے ذرا بیدار ہو مال و زر کچھ بھی نہیں کام آئیگا کچھ نہ کی زانوِ سفر کی بھی سبیل چاہیے اب تو گناہوں سے خذ بوریت نہیں بستر نہیں مونس و یادِ رے نہ غمخوار ہے مال دنیا ساتھ کچھ جاتا نہیں کیا کھے گا جا کے تو پیشِ الہ</p>
---	---

مناجات بد رگاہ قاضی الحاجات

<p>اے خداوندِ زمین و آسمان میں ہوں اک ادنیٰ گھٹکار و ذلیل اپنا درد دل کروں کس سے بیاں اپنی تھالی پر غم کھاتا ہوں میں</p>	<p>میں ہوں اک مورِ ضعیف و ناتواں تو ہے رب العالمین ربِّ جلیل رہ گیا تنہا گیا سب کاررواں رات دن غم سے گھلا جاتا ہوں میں</p>
---	---

کیا کروں کس سے کہوں مجھ ماجرا
جس کا تو عالم ہے پردہ پوش ہے
رزق پھر دیتا ہے اسپر تو سرور
خالق و مخلوق سے نسبت کیا
تو ہے خالق چہاں اور بے نیاز
عفو و عسیاں مجھ بھی تیری شان ہی
رات دن رہتا ہوں تجھے شرمسار
قلب کو یارب تو کر دے مطمئن
دل وہ کر دے جس میں خوف درد ہو
تو غنی ہے نام ہے تیرا رحیم
تیرا بندہ ہوں سزا دی پائے

باغ و عسیاں ہے مرا حد سے سوا
کوہ و عسیاں اب تو بار دوش ہے
دیکھتا ہے ہر گھڑی مجھے قیود
میں ہوں اک ناچیز تو ہے کبریا
ذات ہے تیری کریم و کارساز
رسم بے مدد لطف ہے پایا ہے
ہر گھڑی ہر آن میں نظر سیرا
مضطرب رہتا ہے اب تو یار
گریہ و زاری ہو آؤ سرور
بخش دے میرے گناہوں کو کریم
جزیرے ہے کون جو بخشے مجھے

حصہ دوم مشتمل بر فضائل علم

صرف کرنے سے نہیں جس کو زوال
چور کا کھٹکانہ نہ زین کا خیال
علم ہو یا جو ہنر یا ہو کمال
قلب ہے جس کا خزانہ بیگان

علم کا ہے وہ خزانہ بے مثال
علم سے بہتر نہ دولت ہے نہ مال
ایسی چیزوں کو نہیں ہوتا زوال
تخل ہے اس کا دہن کجی زبان

اصفت گویائی

ہے وہی انسان جس میں لطف ہو
ہیں جہاں جن میں گویائی نہیں
ہو مقدر چاہیے انسان کو

مجھ صفت انسان کی پہچان لو
قول ہے جیسے اس میں غور و رائی نہیں
علم کی انسان بڑا ہے شان کو

علم خاموشی سے رہتا ہے نہاں	ہے زباں شیر صیقل ہے بیان
خوش بیانی سحر ہے یہ جان لو	ہے بہت اس میں اثر پہچان لو
ہو سلسل مخمس سرسجما بیاں	صاف لفظوں میں طالب ہوں عیاں
میں سے دلچسپی ہو وہ تقریر جو	مان لے ہر شخص یہ تاثیر ہو

ذکر اہل دنیا

دوست ہیں سب علم کے اہل نظر	دشمنی کا ہے سبب سب مال و زر
اہل دنیا کا طرہ ترقی جان لے	دوست ہیں زر کے عدو زوردار کے
تین چیزیں ہیں یہ جھگڑی مدام	زر زین و زن ہے کیا امیں کلام

فوائد صحبت نیک

اچھی باتوں کو کر و تم امتیاز	نیک باتوں کو کر و اپنا شمار
نہ مثل مشہور متن ابے بے خبر	تحکم کی تاثیر صحبت کا اثر
صحبت بد سے کنارہ خوب ہے	صحبت بد دل کو نامرغوب ہے
نیک صحبت کے بہت ہیں فائدے	اچھی باتیں دیکھتا سنتا ہے

مذمت مغرور

ہے فاسب کے لیے اکدن مغرور	چند روزہ زندگی پہ کیا مغرور
بعد مرنے کے یہ ملتی ہے سزا	ٹھو کریں کہا تک ہے سر مغرور کا
اس تجربے نے کیشیطاں کو خوار	رات دن لعنت ہے اس پر بے شمار
سر میں سخت کو جگہ ہر گرنے	اس کا تقیہ بد اگر تار ہے

مذمت شیطان

چاہیے انسان کو سختی ہے	مکر سے ابلیس کے پتار ہے
یہ بچا لایا نہ حکم کبر یا	اس نے آدم کو نہیں سجدہ کیا

خود میاں نخوت ہے اس نگہداری	رنگل سے آدم میں بنا ہوں ناری
اس کو آدم سے عداوت تھی سدا	اس کے حبت میں مہنہ ہو کا دیا
نسل سے آدم کے ہے اس کو عناد	کلام ہے اس کا سدا کید و فساد
چاہیے انساں کو اس سے حسد	ولیں شیطان کا نہ ہو ہرگز گذر
ماندہ مد کا و خلاق نام	ہو نہیں سکتا کسی جانیک نام

مذمت شراب

زشت ہے اور بد ہے دنیا میں شراب	چاہیے انساں کو اس سے احتساب
اس کے پینے کے ناقص اب گنو	انگلیوں پر عجیب اسکے سب گنو
سینہ صحت سے جلے دل ہو کباب	خنچ ہو زور اور حالت ہو خراب
راز دل ہوتا ہے اس سے آشکار	اور جو اس میں ہوش ہوتے ہیں فرار
پاؤں رکھتا ہے کہیں نہ پاؤں کہیں	اپنے جامہ میں بشر رہتا نہیں
عقل سے اس کو نہیں کچھ کام ہے	بے خودی سے ست ہے بدنام ہی
سنتے آئے ہیں زمانے سدا	بد بھلا بد نام ہوتا ہے بُرا
مے کشی کے عیب بھیہ پہچان لو	دیکھ لو خود آنکھ سے اور جان لو
ظاہری جو نقش ہے وہ کہہ دیے	شرع کے احکام اب باقی رہے
احمد مرسل نے با حکم خدا	اپنی امت چسرام اسکو کیا

نقل مذمت دروغ

نقل ہے اک پیر کی طرح پر	تین تھے حق نے دیئے اسکو پیر
تھے لمبا کئے مختلف طینت جدا	پیر کرتا تھا نصیحت بار بار
ایک سچائی میں تھلے اتھا	دوسرے پر جھوٹ کا تھا تھانا
تیسرے جھوٹے بھی لہجے بھی تھی	پاس یہ سب باپ کے رہتے بھی تھے

تھا جو چھوٹا اوس سے ناخوش تھا پڑ
 پوچھا لوگوں نے سبب اسکا ہے کیا
 بولتا جو جھوٹ ہے بے اتھا
 تب دیا اوس پر نے اوسکو جواب
 راست بازی کی ثنا موجود ہے
 جس سے راضی ہو خدا راضی رسول
 اعتبار و عزت و توقیر سے
 سب یقین کرتے ہیں اسکی بات کو
 اس سے دینا میں ہے انسان کو فروغ
 جھوٹ سے انسان نسل و خوار ہی
 ماننا کوئی نہیں سچی بھی بات
 اعتبار اس کا کوئی کرتا نہیں
 صاف لفظوں میں میں سب کر چکا
 اب ذرا انصاف سے کرنا نظر
 کس قدر تکلیف دہ ہے دیکھ لو
 دونوں باتوں میں یقین ماننے کے
 رات دن الی غرض آتے ہیں سب
 گھر میں حاجت مند رہتے ہیں بھر
 اس سبب سے بددعا کرتا ہوں میں

بددعا کرتا تھا وہ شام دوسرے
 کس لیے کہتے ہو اسس کو بددعا
 چاہئے حق میں اوسی کے بددعا
 اور کیا اس طرح پر اوسنے خطاب
 باعث خوشنودی محبوب دہے
 عزت و ارین ہے اُس کو حصو ل
 راست گوئی کی عجب تاثیر ہے
 اوروں کا کہتے ہیں اس کی ذات کو
 اور مخالف اس کے ہیں کذب و دروغ
 بات اس کی لغو ہے بیکار ہے
 فائدے میں جھوٹ ہیں یہ صفات
 خوبیوں کا دم کوئی بھرتا نہیں
 چھوٹے اور سچی کا جو مہیا تھا
 بیچ میں ہے جھوٹ سپہ کی کپڑا
 ازہ انصاف تم خود بھی کہو
 کسکو سمجھ جھوٹ سچ جانے کے
 اور دعا دی ہے کہ پھر جائیں سب
 ایسے موذی کو خدا عازت کرے
 رات دن اس پرچ میں مرقا ہوں میں

صفت سگ

جب ہو کچھ بھی صفت انسان میں

وقت کیا انسان اور سیوا نہیں

دس صفت مومن کی ہیں پچان
اپنے مالک کا ہمیشہ خیر خواہ
مار بھی کھاتا ہے کچھ کھتا نہیں
عفو کر دیتا ہے جلد یہ قصور
ہے محافظ اور شب بیدار ہے
چھوڑ کر جاتا نہیں مالک کا در
پہرہ ڈھونڈی کا دیا کرتا ہے یہ
جو کہ ہیں موجود اس حیوان میں

ہے نجس کتا مگر یہ جان لو
رات دن رہتا ہے با حال تباہ
اسکے دل میں نفیس کچھ رہتا نہیں
مار کھانے پر بھی رہتا ہے مصبور
کام پر اپنے سدا تیار ہے۔
مل گیا جو کچھ اسی پرست گذر
کام شب کو بھی کیا کرتا ہے یہ
چاہئیں یہ غفلتیں انسان میں

قصہ سکندر

سکندر خوش ہون مسکو سب پر جوان
سیر کو نکلا نہایت محظون
منزلوں متعدد اس سرخ و غم
ایک بوٹ ہے پر پڑی اس کی تلوار
نور تھا ایسا جہل جو ماہتاب
پیر جس حالت میں تھا بیٹھا رہا
تو نہ ہے تو کیا ہے تیرا جہل
خواب غلب میں سدا رہتا تو
صاحب اقبال و سرور جادہوں
ہیں مرے محکوم شب شاہ و گدا
کیا سنا تو نے میرا قصہ نہیں
شہرہ عالم ہے میرا تخت قاج

نظم کرتا ہوں محب ایک داستان
ہے سکندر کا یہ قصہ ایک دن
ساتھ تھی کچھ فوج اور بسل و علم
اک خرابہ میں ہوا اس کا گذر
تھی چمک رخ کی مثال آفتاب
جیکہ اسکندر قریب اس کے گیا
پوچھا غم سے سکندر نے بتا
کس تصور میں پڑا رہتا ہے تو
تو نہیں واقف میں شاہنشاہوں
سات اطمینوں کا ہوں فرمانروا
کل جہاں پر کیا مر قفس نہیں
لے لیا میرے بھی سینے مزاج

کبر سے بیٹھا ہے تو کیا خاک پر
سر جھکا یا کیوں نہیں تسلیم کو
سر اٹھا کر یوں کیا اوس نے خطاب
ہر طرح پر تجھ سے میں ہوشیار ہوں
میں نہیں ملتانہ جاتا ہوں کہیں
یہ جگہ شاہد ہے خود اس بات پر
اہل دنیا سے مجھے اکراہ ہے
تو بھی خالق کا سد امتحان ہے
ہاتھ خالی جائے گا پیش خدا
سر سر اٹھکتا ہے پیش کبریا
مثل تیرے ہونگے پیدا بے شمار
گر پڑاں ہوں پو با چشم پڑاں آب

ہے قدم میرا سر افلاک پر
کیوں نہیں اٹھا سر ہی تسلیم کو
یوں دیا تب پیر نے اسکو جواب
خواب غفلت میں نہیں بیدار ہوں
اہل دنیا سے عرض محسوس نہیں
ہے بھر دوسہ بجو اس کی ذات پر
تو اگر عالم کا شاہنشاہ ہے
فائدہ کیا ہے جو تخت و تاج ہے
مال و زر دین سے گو حاصل کیا
طاعت خالق میں اک عمر مہوا
گردش افلاک ہے یس و نہا
رو دیا سنکر سکند نے جواب

حکایت تربیت اولاد

صاحب دولت تھے اک نامی امیر
مال و زر خالق نے سب کچھ تھا دیا
بعد مدت کے ہوا پیدا پسر
رفتہ رفتہ گھٹینوں پہلنے لگا
تسمیہ خوانی ہوئی باکر و نسر
گو کہ خالق نے دیا سب کچھ تھا مال
اُس سے ہو جائے گی سچے کی گذر
نو کری کی کیا ضرورت ہے اُسے

نقل ہے اک یہ نہایت دلپذیر
تھا جو شامل حال ضل کی سریا
عسریب آخر ہوئی تب اُسکے گھر
رات دن تازوں میں وہ پہلنے لگا
جب ہوا پڑھنے کے قابل وہ پسر
تربیت کا تھانہ کچھ اُس کی خیال
یہ سمجھتے تھے بہت ہے مال و زر
مال و زر جس شخص کو اللہ دے

آس کی دلجوئی سدا مقصود تھی
 بے تہر بے علم بھی گوید رہے
 عادتیں جب جو گئیں آس کی خراب
 تربیت کے بدلے کھٹا دیا رتھا
 وہی جگمگہ دل میں خیال خام کو
 آخرش مقابل ہو گیا
 جب ہوا وہ فضل خالق سے جو
 ایسے خود تر ہوئے خود سر ہوئے
 باپ ماں کا تھنا نہ مطلق اختیار
 دل پہ قابو نہ زباں پر اختیار
 مال و زر سب باپ کا غارت کیا
 دیکھ کر یہ حالتیں آس کی سدا
 تربیت کا جو نہیں رکھتے خیال
 چاہیے تعلیم میں کوشش کرے
 سن یا قہقہہ بھید اطرار کا
 چاہیے اولاد کو تسلیم دے
 مال و زر باقی بھی رہتا ہے کہیں
 علم کو جس گزر نہیں ہو تا زوال

مال کیا تھا جان بھی موجود تھی
 پر نہ آدمی بات بھی کوئی کہے
 باپ ماں کو وہ لگا دینے جواب
 کھیلنے میں وہ سدا سرشار تھا
 کچھ نہ سوچے شیخ جی آخرم کو
 خود خبر لینے کے قابل ہو گیا
 شب کو بھی آنے لگے کچھ ماں
 اپنے جامہ سے میاں باہر ہوئے
 تھا تماشا شب کو دن کو تھا شکار
 وہ نیگا کشتی گالی گفتہ تھا شکار
 جاؤ بیجا جس کو چاہا دے دیا
 ناک میں دم ہو گیا مال باپ کا
 ایسے لوگوں کا یہی پوتا ہے مال
 چشم پوشی کے نتیجے میں گرے
 جان کو یہ ہے نتیجہ پیار کا
 اور برے افعال کا دشمن رہی
 مال و دولت کا بھروسہ ہے کہیں
 چاہیے انسان کو سیکھ کچھ کمال

قصہ بازار

شوق تھا اوس کو ٹھکانا رو سیر کا
 اسکی ہمراہی پر محبوب باندار

شاہ اک نامی تھا ملک غیر کا
 ایک دن راہی ہوا بھر شکار

اتفاقاً ہاتھ سے وہ اُڑ گیا
 باز وہ بازوؤں میں نامی باز تھا
 جس طرح اہل بصارت کی نظر
 باز تھی نظر پہنچا جہاں
 صید کی قوت ہوئی معلوم تب
 مگر گئی مقدار اوس کی ٹوٹ کر
 باز چھ خود ہو گیا صید شکار
 صنف سے سوائے زمین بال ہوئے
 ایک پیر زال کے گھر گر گئے
 اس صنف نے لیا اس کو اٹھا
 بال و پیر کتے صنف نے نہیں
 قید میں زندہ کہو کیوں کر رہے
 چھٹ گئے دو نو وہ دام قید سے
 سوچھ لو خود اس کا کچھ ہے مال
 اپنے دشمن سے سدا رہا ہوشیار
 پر کترتی ہے ہر کھاپچان لو

ہاتھ پر خود شاہ کے کاک باز تھا
 شاہ کے نزدیک وہ مت از تھا
 اس قدر تیزی سے پہنچا اوج پر
 تھا قضا را ایک طائر بھی وہاں
 ہو گیا بد مقابل صید جب
 باز کے بھی پہنچ گئے سب بال و پیر
 ہو سکے کہیں کہیں کیسے شکار
 تو تین زائل ہوئیں گمماں ہوئے
 پھر زمین پر وہ دم آخر گئے
 اس کا گھر بنیہ بر آما مدعا
 و حبان آیا پھر شکار حائیں کہیں
 جو رہے آزاد اور آرام سے
 باز پہلے مر گیا خود صید سے
 اب فدا کر نو تیر خپال
 اپنی قوت پر نہ کر توا عجب ار
 ہے وہ پیر زال دنیاں لو

قتل بحیل

مال دنیا سے بہت خود مند تھا
 تھے خزانہ و فن اسکے جا بجا
 دیکھتا تھا کچھ شے اپنے مال کو
 اتفاقاً ہو گیا اک دن علیل

قتل ہے اک ہیر دولت مند تھا
 یہ بھی تھا قاروں بس اپنے وقت کا
 رات دن شکتا تھا اپنے مال کو
 مال وذر کا ناگ تھا گویا بنیل

اور مرض سے بڑھ گیا کچھ اضطراب
 تب کیا سر ایک نے اُس سے مقال
 اُس کو بکراؤ کرو اپنا علاج
 تجھ کو خالق نے خزانے میں دیے
 جان ہے تو ہے جہاں پہچان لو
 اب چلے جاؤ مرے گھر سے شباب
 فائدہ کیا ہوگا جو قیامت سے
 جسے رہنا کس طرح یہ میرے گھر
 ڈاکٹر لے جائے دم میں آن کر
 مہری کوٹھی کیا ہے اک سرکار ہے
 ڈاکٹر کو میں تو کچھ دیتا نہیں
 در دست تر پا کیا بھیہ بد گھر
 ایسے اجسمل جلدی مرتے ہیں کہیں

ہو گئی حالت بہت اُس کی خراب
 لوگ آئے دیکھنے کو اُس کا حال
 ڈاکٹر نزدیک ہے اک خوش مزاج
 مال و دولت ہے اسی دن کیلئے
 مال سدا جان کا ہے مان لو
 تب دیا غصہ سے آسنے یوں جواب
 غصہ بڑھتا ہے تمھاری بات سے
 ڈاکٹر کو گرچہ دیتا مال زار
 میں کروں برسوں میں کچھ مال زار
 پھر دوا کے واسطے دیکھ رہے
 جان جائے یا رہے پر وانیہیں
 سُن کے پھر راہی ہوئے رہنے گھر
 اتفاقاً ہو گیا اچھا یوں ہیں

قصہ حاسد

دل میں اُس کے تھا بھر بغض و نفات
 اُس سے یہ رہتا تھا جو جائے نبرد
 بھیجتا تھا تحفے اور اچھی غذا
 سرد آہیں رات دن بھرتا تھا یہ
 نفیض قلبی تھا اُس کو اسکے ساتھ
 کر دیا تپوں سے پھر اُس کو ہناں
 بچہ حاسد اسی دن ہو گیا

نقل اک حاسد کی ہے یہ پُر مذاق
 اُس کے ہمسائے میں تھا اک پیر مرد
 حق ہمسایہ سمجھ کر وہ سدا
 اُس کے بدلے بڑھا کرتا تھا بھیہ
 دیکھ کر اُس کو سدا ملتا تھا ہاتھ
 راستہ میں آسنے کھووا لکھنوں
 پیر کچھ بیمار اُس دن ہو گیا

تھی پریشانی اسے بے انتہا
 اس گڑھے میں گر گیا وہ خود بخیل
 پھر پڑا مہرے میں بحال تباہ
 پوچھا لوگوں نے سبب اس کا ہے کیا
 تب کہا اس نے سونم سبب اس
 رات دن میں عیش سے رہتا ہے شا
 اس کو دنیا کا مہیا عیش ہے
 یہ تو کھائے راحت و آرام سے
 تب دیا لوگوں نے اس کو یہ جواب
 ہے مقدر اپنا اپنا اس میں کیا
 کام کیا دنیا میں کچھ تجھ کو نہیں
 شکر کرتا ہے خدا کا وہ سدا

بدحواسی میں اسی جانب گیا
 فعل ہما اپنے ہو از خود لیس
 چاہ کن رامی شود در پیش چاہ
 پیر سے کس واسطے جو تم خدا
 ہے ہمارا اس کا جو کچھ ہمارا
 یہ عداوت ہے یہی جھگڑا خدا
 اس لئے غصہ ہے جھگو طیش ہے
 صبح کی ہو جھگڑا کو شام سے
 چھوڑ دے اس کو یہ عداوت ہے خراب
 رنج کرے سے تجھے کیسے فائدہ
 بے سبب یہ وقتیں کیوں مل لیں
 اس لیے اللہ نے سب کچھ دیا

نقل عابد

یہ جو نعمہ ایک عبرت خیر ہے
 قوم اسرائیل سے تھا اک جواں
 طاعت عاقب میں کاٹو زندگی
 اہل دنیا سے معمہ اپنا سو کر
 کی عبادت اس نے جب چاہی اس
 اتنا فاشہ کی دختر تمعی لیل
 سب طبیب و ڈاکٹر حیران تھے
 قائم کچھ بھی نہ آتا تھا نظر

غور سے دیکھو تو روانگی ہے
 آگیا دل میں یہ اس کے ناگہاں
 اب کرو اللہ کی کچھ بندگی
 چل دیا بنگل میں بستی چھوڑ کر
 جب ہو اشیاطین کو اس کا کچھ خیال
 اس کے بچنے کی نہ تھی کوئی سبیل
 رات دن کرتے تھے باہم شور سے
 تھارتنی پرمض آٹھوں پر سر

زندگی سے ہو گئی جب سب کو یاس
 کو بیٹے فرزند اپنے اس کی ساتھ
 عرض کی عابد سے اس کے واسطے
 تب کہا عابد نے تم سن لو ذرا
 میں کروں گا وقت تھائی دُعا
 رشتہ اُلفت کو اب تم توڑ دو
 سنکے یہ دونوں لگے پھر شکار
 نفس آمار نے پیروی اشتعال
 پیروی پھر اس نے کی ابلیس کی
 بے خودی جب بڑھ گئی بے باک کی
 حضرت ابلیس موقع پا گئے
 یوں کہا دیکھا ہے میں نے واقعہ
 سوچنے کا اب تجھے موقع نہیں
 مجھ کہنے گی اپنا سارا واقعہ
 اب یہی تدبیر ہے کر لے یقین
 الغرض ظالم نے ایسا ہی کیا
 آئے شہزادے بھی اتنے میں ہاں
 یہ کہا اس نے خبر چمکاو نہیں
 میں عبادت میں تھا مگر کیا بسر
 ڈھونڈنے نہ سکے وہ باحال خراب
 اس جگہ ابلیس تو موجود تھا

بھیجوا شے اس کو پھر عابد کے پاس
 لائے پھر جبرار کو وہ ہاتھوں ہاتھ
 آپ خالق سے دعا فرمائیے۔
 ہے دعا کرنے کا موقع دوسرا
 کیا عجب حاصل جو ہوا اس کو شفا
 اس مریضہ کو یہیں پر چھوڑ دو
 دیکھا کہ صورت ہوئے تھقیب رار
 ہو گیا پھر قتل میں اس کے زوال
 ضبط کی طاقت بھی سب زائل ہوئی
 کی اطاعت خواہش نا پاک کی
 بن کے ایک عورت کی صورت آ گئے
 اب چھانے سے متوجہ حاصل ہو گیا
 آ گئے بھائی اگر اس کے کہیں
 تسوچ لے تیرے لیے ہوگا بُرا
 قتل کر کے دفن کر زیر زمین
 ہو چکا جب ختم یہ سب واقعہ
 پوچھا عابد سے مریضہ ہے کہاں
 ڈھونڈو اس جنگل میں ہوگی وہ کہیں
 کس طرف راہی ہوئی پہنچی کہ حشر
 بادل رنجور و باپشم پڑا آب
 یہہ مٹی سو جھی اُسے سننے مزا

میں پر اس کے یہ حال سن کر کہ وہ سب اس میں ہوا ان کے لیے۔

گر یہ وزاری لٹکا کرنے دہاں۔
 ناگہاں رونے کی آئی جب مہر
 پوچھا کیوں روتی ہے کیا ہے ماجرا
 غلام اک عورت پہ عابد نے کیا
 فعل بد پہلے کیا ناپاک نے
 کر دیا زیر زمیں اُس کو نہاں
 قبر خود کھودی نکالا لاش کو
 ہو گئے حیرت زدہ سب خاص و عام
 مشکیں باندھیں فاسق غوغوار کی
 لگئے دربار شاہی میں اُسے
 دونوں شہزادوں نے سارا ماجرا
 طیش آیا شر کو سنکر واقعہ
 ضل بد کی یہ سزا اُس کو ملے
 آگے اتنے میں پھر استاد جی
 وقت گواہی نہیں کچھ بھی رہا
 بس کرو سجدہ مجھے یہ مان لو
 حکم کی تعمیل کی مکار نے
 دین بھی ایمان بھی سب کچھ گیا
 ہو گئی تعمیل حسب حکم شاہ
 عابد مکار سے بچنے رہا

دفن تھی مقتول شہزادی جہاں
 پھر گئے اُس سمت دونوں مہ نقسا
 روکے پیر ابلیس نے اُن سے کہا
 رنج اُس کا ہے مجھے بے انتہا
 مار ڈالا پھر اُسے سٹاک نے
 قبر کا اُس کے ہی نمے نشاں
 کر دیا ظاہر گناہ فاش کو
 اور خلقت کا ہوا پھر ازدہام
 کی مرمت واجب مکار کی
 تھا تعجب خلق کو مجھ دیکھ کے
 دست بستہ عرض پیش شہ کیا
 حکم اک جلا کو فوراً دیا
 سنگ راول کرو پھر قتل اُسے
 بوئے میں تجھ کو چھوڑا تا ہوں بھی
 تم اگر اب بھی کہا مانو مرا
 جان پنج جائے گی مجھ سے جان لو
 مانا شیطان کا کہا غوغوار نے
 پیر و شیطان کو مجھ شرہ ملا
 لی جہنم کی پھر اُس فاسق نے راہ
 رات دن شیطان لعنت کہو

ایک عجیب عنوان کی یہ نقل ہے
 روم کا تھا ایک نامی شہر یار
 جو گیا دنیا سے اُس کا انتقال
 اُس کی اک دختر تھی نیک پارسا
 ہو گئی پڑھ لکھ کے وہ جسم جوان
 عالمہ تھی باعمل وہ نیک ذات
 تھی وہ شہزادی عقیل و ہوشیار
 قتل سے اور عدل سے لیتی تھی کام
 شاہ میں جو وصف ہوتا چاہیے
 دیگر گرو ز و دوسو و رسم دل
 صاحب اقبال تھی اور تھی سخی
 صاحب مہر و تمہل مجربار
 ملک تھا آباد عدل و داد سے
 جانچتی تھی پہلے ہر ایک بات کو
 تھا وزیر اُس کا نہایت خوش صفت
 تھا تعصب کچھ نہ اُسکی ذات میں
 جن کے لڑا تھا ہر اک شہر سے
 اُس نے قائم کی تھی ایسی انجمن
 اُس کے پر پر ز تو وہ بہت خوش تھا
 صاحب تدبیر تھی وہ علم سے
 سلطنت ہر سوں یوہیں چلی رہی

بات سچی ہے سرین قتل ہے
 خوبیاں اُس میں تھیں سجدے شمار
 رنج اُس کا تھا رعیت کو کمال
 شوق روز و شب اُسے تھا علم کا
 اور چوٹی وہ روم کی پھر حکمران
 پاک تھی طبیعت تھی اور تھی خوش صفت
 یاد تھے اُس کو مسائل بے شمار
 اس سبب تھی بہت وہ نیک نام
 وہ فقیر اس کو تعجب ہم تھے
 عزم پر اپنے سدا تھی مستقل
 بے تعصب نیک نیت اور جبری
 دل میں تھا خوف خدا ایل و ہا
 دلہہ ہوتا تھا اثر فراہ سے
 شہرہ کرتی تھی دل سے رات کو
 تجربہ کار و عقیل و نیک ذات
 چین سے سوتی تھی خلقت رات میں
 ابکار اچھے جہاں تک مل سکے
 باغ میں جطرح پھولوں کا چمن
 عقل کل تھے سلطنت کے نیک ذات
 کام لیتی تھی ہمیشہ علم سے
 ساعت بد آخر کار آگئی

مر گیا پس دفعتاً عاقل وزیر
 تھا جو اپنے وقت کا وہ بیعیدیل
 ہو گئی اُس کی بہت حالت خراب
 شہر ناپڑ سال کی حالت ہو گئی
 گشت و خوں چوری بچکاری لوٹا
 جب ہوئی ملکہ کو صحت اور شفا
 انجمن جو تھی وزیر نیک کی
 جب ہوئے حاضر وہ برباد ہیں
 سوئیں دس اور دس میں دو ادا ہو گئے
 ایک کو سب میں سے آخر چن لیا
 پھر دیانت پر طلف اُس سے لیا
 تین دن میں گرنے ہو گا اتفام
 انتظام اُس نے کیا وہ بے نظیر
 صر محکم میں تھے جو جو سر فغا
 شہر میں ہو گا کہیں پر شور و شر
 قید کی دینگے سزا ہر ایک کو
 کر چکے سابق میں تم جو جو قصور
 جب ہوئی معلوم خلقت کو یہ بات
 حکم یہ ہر ایک کو پہنچا چس
 آئی پیغام عروسی جس گھر بی
 چند شرطیں ہیں سر دسی میں ہی

مبتلائے غم ہوئے بڑا دوسیر
 اُس کے مدد سے ہوئی ملکہ علیل
 دیدیا سارے طبیعوں نے جواب
 غد کی خلقت کو عادت ہو گئی
 رضنی ڈاکہ نقب ہر جاندار
 تب کہا لوگوں نے سارا واقعا
 اُس کی تب دربار میں سب ہی ہوئی
 منتخب ہونے لگے سرکار میں۔
 عالم و فاضل مدبر اور نیک
 اور فلن دان وزارت دے دیا
 حکم یہ ملکہ نے پھر اُس کو دیا
 قتل میں نجس کو کروں گی لاکھام
 خوش ہوئے اس وقت کے بڑا دوسیر
 بے گمان اعلان اُن کو دیا
 تم کو ہم بکڑیں گے بے خوف و خطر
 حکم شاہی ہے اسے پہچان لو
 غفور فرمایا ہے ملکہ نے ضرور
 ہے معین اک وزیر نیک ذات
 مثل سابق ہو گیا امن دیاں
 تب کیا اعلان ملکہ نے یہی
 اُن سے خلق اللہ کو ہو آگئی

شاہ ہونفلس یکدم آئیا میر
 دے گا جو میرے سوالوں کا جواب
 کر دے گا ان سوالوں کا جواب
 جب اشاعت ہو چکی اس بات کی
 آئے شہروں سے کئی عالم وہاں
 علم کا ادن سب کے پیر عقدہ کھلا
 کوئی ڈر سے قید کے اتنا نہ تھا
 ایک عالم تھا فقیر نامدار
 نام تھا عبد العظیم ذی وقار
 حافظ سر آں بھی تھا وہ لاکلام
 سن کے شہرہ وہ چلا ملکہ کے پاس
 الغرض پہنچا وہ ملک روم جب
 منعقد کی ایک مجلس بر ملا
 بحث کا آغاز بہت اسطور سے
 نامور ملکہ نے یہ اس سے کہا
 تب دیا ملکہ کو یہ اس نے جواب
 آئی جدم شمع روشن کر دیا
 عرض کی منہ اسکا ہے کس سمت کو
 روشنی تھی چار جانب بر ملا
 پھر کیا ملکہ نے اس سے پیوال
 ہے جگہ رہنے کی خالق کے کہاں

ہو وزیر و مخبر دیا ہونفیر -
 ملک ہے اسکی میر ملک و شباب
 قید ہے شک ہو گا وہ خانہ خراب
 راز دل اس کا ہو جب منجلی
 ہو گئے عاجز بوقت امتحاں
 شرط جب ہاری ملی ادن کو سزا
 ہو گیا تھا پست سب کا حوصلا
 یاد تھیں اس کو حدیثیں بے شمار
 ملک کیستان کا تھا وہ نامدار
 اور تفسیر میں بھی تھیں از بر تمام
 مطمئن دل شاد ہے برج و ہراس
 اور ہوا ملکہ کو یہ معلوم جب
 مجتمع عالم ہوئے سب ایک جا
 شوق سے ہر ایک سنے اور غور سے
 سمجھ خدا کا کس طرح ہے یہ بتا
 شمع اک منکوائے عالمیاب
 بیچ میں کمرے کے اس کو دھریا
 حضرت اسکا ہے رخ ارشاد ہو
 چپ رہی ملکہ نہ کچھ اسنے کہا
 یہ بتاؤ اسے نقیہ خوش خصال
 عرش پاکر کسی زمیں یا آسماں

تب کہا اُس نے خدا ہے لا ایلہ الا
 ہر جگہ موجود ہے کر تو قیاس
 ولیم ویرا نے میں اور بتی میں ہے
 عرش ہوا فرش ہوا آسماں
 حاضر و ناظر ہے اور ہے بغیر
 علم و قدرت اُسکی ہیں وہ استوار
 جسم ہے نہ آنکھ ہے نہ کان ہے
 پھر کیا ملکہ نے یہ اُس سے سوال
 ہے شجر وہ کونسا جو ہے نفیس
 رنگ تپوں کا ہے اک جانب یاہ
 تب دیا ملکہ کو یہ اُس نے جواب
 سال ہے مثل شجر پہچان تو
 تپوں کا ہے مطلب آشکار
 دن ہے روشن اور ہے تاریک شب
 پھر کیا ملکہ نے یہ اُس سے سوال
 سب میں پہلے تھے جو جنت میں شجر
 نام لو اذن کے اگر معلوم ہیں
 تب کہا اُس نے نہ بہت شعور ہیں
 پھر کیا ملکہ نے اُس سے یہ سوال
 پلنچ چیزیں پانچ کو کھانے ہیں جو
 تب دیا اُس نے یہ ملکہ کو جواب

اُس کے رہنے کا ٹھکانا ہی کہاں
 اُس کے رہنے کی جگہ کوئی نہیں
 بحر میں رفعت میں اور پستی میں ہے
 ہر جگہ جلوہ ہے خالق کا عیاں
 ہے رگ گردن سے محہ نزدیک تر
 کر یا ہے دونوں عالم کا حصار
 دیکھتا سنتا ہے یہ بھی شان ہے
 اسے نقیہ پاک طینت خوش خصال
 جگہ بارہ شاخیں در پتہ ہیں مثل
 دوسرے جانب سفیدی مثل ماہ
 اسے سپر ملکیت کی آفتاب
 شاخیں ہیں بارہ مہینے مان تو
 تیس دن ہیں ماہ کے کرو شمار
 اختلاف رنگ کا ہے یہ سبب
 اسے نقیہ پاک دل نیکو خصال
 پہر ہو ادنیٰ میں ان سب کا گزر
 ہیں شجر اب بھی دوا معدوم ہیں
 دیکھ خوش را اناں ان گور ہیں
 اسے نقیہ نیک ملت خوش خصال
 جسم جاں جن میں نہیں ہے وہ کہو
 عرض ہے خادم کی یہ مایہ نواب

توبہ کھاتی ہے گناہوں کو ملام
 مان لو یہ بات شک اسمیں نہیں
 اس سے بدتر بھی ہے کوئی اور شے
 جانتے ہیں اس کو سب اہل ذہن
 پھر کیا ملکہ نے یہ اس سے سوال
 اب بتاؤ سوچ کر بعد از شمار
 تب دیا اس نے یہ ملکہ کو جواب
 سابقہ ہے اور سفر ہے قرض ہے
 حال گھلجاتا ہے سب انسان کا
 قرض مفروض المحبت ہے مزدور
 کس طرح ہوتی ہے آپس میں گز
 پھر کیا ملکہ نے یہ اس سے سوال
 قبل ہیں اور بعد میں اللہ کے
 تب دیا اس نے یہ ملکہ کو جواب
 آپ کو گنتی اگر چہ یاد نہ ہو
 بعد دس کے کیا ہے یہ تیلایے
 انگلیوں پر جب کیا اس نے شمار
 انگلیاں گل دس ہیں آگے کیا کہوں
 ایک کے پہلے نہ دس کے بعد ہی
 تب کہا عالم نے اس کو جان لو
 ہے وہی اول وہی آخر خدا

صدقہ کھاتا ہے بلا کو لا کلام
 ہے غذا غیبت کی طاعت بائقین
 رزق کا دشمن ہمیشہ کذب ہے
 عمر کو کھاتا ہے غم کو تو قیس
 اے فقیہ پاک طینت خوش خصال
 دوستوں کی آزمائش کا عیار
 تین چیزیں ہیں یہی عالم جناب
 آزمائش کرنا انہیں فرض ہے
 سابقہ سے نیت اور ایمان کا
 جانچ لیں اس امر کو اہل شعور
 حال دل کھتا ہے گروہم سفر
 اے فقیہ نیک عادت خوش خصال
 کیا تھا اور کیا ہو گا یہ تیلایے
 اے جناب عالیہ گرد و نر کا ب
 ایک سے اول ہے کیا ارشاد ہو
 انگلیوں پر گن کے یہ فرمائے
 تب کہا اس نے فقیہ نامدار
 پس یہی لازم ہے مجھ کو مان لون
 قول یہ تیرا نہایت سعد ہے
 قبل کو اور بعد کو چچاں لو
 اس سے خود ہوتا ہے ظاہر دعا

پھر کیا ملکہ نے اُس سے یہ سوال
 حضرت انسان کے جسم و مال کی
 تب کہا اُس نے اسے سنیئے ذرا
 مال ہے وارث کا حصہ لا کلام
 گوشت ہے حصہ کرم کا بیگیاں
 پھر کیا ملکہ نے اُس سے یہ سوال
 تم بتاؤ گے نہیں کچھ اسمیں شک
 پھر دیا اُس نے جواب مختصر
 پھر کیا ملکہ نے یہ اُس سے سوال
 نام اُن کے اب بتاؤ تم شباب
 تب کہا اُس نے سنو اسے ذوقاً
 پھر کیا ملکہ نے یہ اُس سے سوال
 حضرت آدم کو جب پیدا کیا
 آٹھ چیزیں جو کہ اُن کے واسطے
 عرض کی اُس نے عطا کبریا
 پھر مٹ ادریس و افس و قتل ہے
 پھر کیا ملکہ نے یہ اُس سے سوال
 نیک باتیں اب کہو جو یاد ہوں
 عرض کی اُس نے کلاے عالیجناب
 چمچکا نہ ہے نماز کبریا
 جس سے غفلت ہے یہاں انسان کی

اسے فقیہ نیک عادت خوشحال
 کس طرح تقسیم ہے اعمال کی
 جان تو ہے مال سزا میں کمال
 نیکیاں لجا میں گے دشمن تمام
 خاک کے حصہ کے میں سب خواں
 اسے فقیہ نیک عادت خوشحال
 کون نہیں رہیں زندہ آج تک
 عیسے و ایسا و ادیس و خضر
 اسے فقیہ عالم والاخصال
 نیکے جنت سے ہوا پھر عتاب
 آدم و نوح و شیل آں مورد تار
 اسے فقیہ امور عالی خصال
 اُن کو خالق نے عطا کیا کیا
 حق نے پہلے بھیجی وہ بتائیے
 موت و الفت صبر بعدا سکے جیا
 اس طرح مینے سنی یہ نقل ہے
 اسے فقیہ خوش بیاں شیر نعال
 جو عمل میں خوب وہ ارشاد ہوں
 دل سے سنیئے یہ جواب باصواب
 یہ کوہ طاعت ہے کہ راضی ہی خدا
 وہ تبادلت ہے سدا قرآن کی

ہے عزیز خلق وہ بس نامور
 گر تمنا ہے کہ توبہ مقبول
 جال کنی کی سختیاں دشوار ہیں
 اس سے بچنے کا طریقہ جان لو
 ہے بزرگی اپنی گردن نظر
 حق کی جو یا ہے گراے نیک نام
 نیک نامی ہے اگر مد نظر
 ہو محبت خلق کو گر ہے خیال
 طول عمر اس میں ہے نیک کا نام
 غیب سے روزی ملے ہے گر خیال
 آتش دوزخ کا در ہے گر تہی
 ضبط کر غصہ کو دل رکھ اپنا
 طیب و طہا ہر جہد و زہد حاصل
 کر رفعت دوستوں کو بیجاں
 کر تو افیتا ملے رتبہ تجھے
 جس نے کی ماں باپ کی اپڑ خوشی
 نامہ اعمال قسری لکے دیں
 گرفتار است اپنی ہے منظر
 شاد ہمارے کو رکھے جو بشر
 دے چہا کر صد غم گراے نیکم
 جب کیا عالم نہ اس حد تک بین

جو مذاہب حق سے کرتا ہے خد
 کر یہ کر وقت دعا ہو کر ملول
 مثل گل ہے جسم اور گوہ خار ہیں
 ہے مریضوں کی عیادت مان لو
 صرف کر راہ خدا میں مال و زر
 ہے خدا واحد مجہد دل سے ملام
 ہر گھڑی خوف خدا میں کر بسر
 ترک کر سخت عذر و اذیت و خصال
 رتم کر خوشیوں سز یوں پرند ام
 با طہارت رہ سدا سے خوش خصال
 یاد ہے اس کا عمل بھی اکبے مجھے
 قمر خاق کو سدا رکھ دلیر یاد
 ہے تعجب کیا دعا میں ہو قبول
 تپہ میزان عمل کا ہو گراں
 زیر عرش حق جگہ تجھ کو ملے
 اس سے راضی ہے خدا راضی بنی
 روز محشر اس کے سید ہے ہاتھ میں
 صاحب اولاد کی رکھ تو جہر
 ہو رسول پاک کی ادس نظر
 ہو مخالفت قہر حق سے لاکلام
 ہو گئے خوش سب کے سب خود دکھان

تھی صدائے آفریں ہر سوبند
 مل چکے جب سب جواب باہواب
 شرطیں میری ہو چکیں پوری تمام
 حکم تب قاضی کو یہ اس نے دیا
 عقد کا مینغہ نہ پڑھا قاضی ذہب
 تخت پر اس کو بھجایا شان سے
 حکمران اپنی جگہ پر کر دیا
 کر دیا اعلان یہ بامسد و قار
 اس پہ ہے فضل و کرم مطہر
 اب اطاعت اسکی واجب جان لو
 نذر دی اول وزیر نیک نے
 بعد امیروں کو جو حاضر تمام
 خلعت و انعام پھر شہ نے دیا
 عدل سے رکھوں گا سب کو شاد کام
 ہو گیا برخواست وہ دہ باب پھر
 رازگی باتوں سے کیا ہے تھکوا کا خم
 علم سے ہوتا ہے اس نا نامور
 علم سے اس کی ترنی ہو گئی
 دیکھ لو ادنیٰ سے اعلیٰ ہو گیا
 کچھ نہ اس میں شک ہے نہ امر عیب

ہو گیا خاموش پھر وہ از بند
 پھر کیا ملکہ نے یہ اس سے خطاب
 عقد میں جس کو نہیں اب کچھ کلام
 عقد کا خطبہ پڑھوا دے با خدا
 و صوم خلقت میں جو کی شادی کی تب
 علم پر وہ تھی فرما سو جان سے
 تاج اپنا سر پہ اس کے دھریا
 حکمران ہے آج سے یہ نامدار
 آج سے تم سب کا ہے یہ بادشاہ
 شاہ ملک روم ہے پچان لو
 بعد اس کے ایک کے بعد لکینے
 عہدہ دار وغیرہ خواہ و نیک نام
 بعد اس کے خلق سے وعدہ کیا
 ملک کی خدمت کروں گا میں تمام
 محل میں داخل ہوئے سرکار پھر
 پس سلم آگے ادب کا ہے تمام
 اور پڑتی ہے خلافت کی ظہر
 عمر بھر کی ساری کلفت ہو گئی
 علم سے رتبہ دو بالا ہو گیا
 علم سے اس کو ہوئی شاہی خلیف

اک عجب تھہرے عیہ عباس کا
 آئے کچھ مال قیمت سے شتر
 مستحق غازی نازی نیک نام
 حضرت خیر البشیر نے عیہ کیا
 چار شتر حصہ عباس کے
 اس سبب سے عیہ ہوئی ولین اُداس
 عیہ تو کچھ سکتے تھے وہ صان صان
 جب سنا ختم الرسل نے واقعا
 حکم کی تعمیل ہو میرے ابھی
 سننے ہی ٹٹھے علی مرتضیٰ
 لائے باہر اس کو جمع سے علی
 کٹ گئی جس دم زباں پھر کیا رہا
 تب دیا حضرت نے اسکو عیہ جواب
 مبر اور تسلیم لازم ہے مجھے
 تب عیہ گھبرا ائے کہا میرا تصور
 فضل پر اپنے بہت ناموس نہیں
 لے گئے اس سبب علی مرتضیٰ
 پھر کہا عباس سے اے بے خبر
 حکم ہے ختم الرسل کا عیہ سنو
 لے لو اپنے ہاتھ میں اُن کی مہا
 تب کہا عباس نے شیخ را

نام جگے باپ کا مرو اس تھا
 بعض اوان میں تھے زرد زبور سے پر
 ہو گئے میدان میں حاضر تمام
 جس کے حق میں جو مناسب تھا
 حضرت خیر البشیر نے دیدیے
 دوسروں کو مل چکے تھے چوپاس
 تب لگے بکنے وہ کچھ لاف لاف
 تب علی کو حکم حضرت نے دیا
 قطع کرو ختم زباں عباس کی
 ہاتھ پکڑا زور سے عباس کا
 تب کہا عباس نے حق کے ولی
 آپ فرمائیں وہی مصطفیٰ
 بڑھ گیا سن تجلو زیادہ انتظار
 حکم کی تعمیل واجب ہے مجھے
 عفو فرمادیجئے مولانا سرور
 آپ کا ادنیٰ سا اک خادم ہوں میں
 جس جگہ آشر بند ہوئے ایک با
 مشرکین ہو دھیان تیرا ہے کدھر
 اونٹ اچھے اپنی مرضی کے چنوں
 سو شتر تک اب تمہیں ہنہ اختیار
 آپ ہیں برحق وہی مصطفیٰ

دوسرے کو حکم یہ ہوتا اگر رازدارِ احمدِ مرسل ہیں آپ جس قدر فرمائیں حضرت اس قدر تب یہ نسر باطلی نے ای جری مصلحت جو ہے رسول اللہ کی تمہی خوشی حضرت کی جو نظر پھر دُعا دیتا ہوا وہ اپنے گھر	کا ثامیر می زباں وہ بے خطر آیہ الطہیر میں شامل ہیں آپ اونٹ لے لیتا ہوں بیخوف و خطر چاہتا ہے تو اگر مرضی مسری ہے وہی مرضی وہی میری خوشی لے لیے چاروں شتر پھر آن کر لے گیا اونٹوں کو اپنے خوشیر
---	---

نقل شکایت سائلان

نقل اک یہ بھی مجھے محبوب ہے تھے جو زین العابدینؑ تھے امام عرض کی لوگوں نے اسی وجہ رات دن نادلود محتاج و گدا سُنکے فرمایا نہ تم ایسا کہو۔ ہے شکایت تم نے مجھ بیکار کی	ہے روایت مختصر پر خوب ہے عالم و آلِ نبیؐ ذی احترام سائلوں کے ہاتھ سے ہیں دل کباب کہتے ہیں عاجز ہیں بے انتہا شکریہ اٹھا ادا کرتے رہو میں امورِ خیر کے باعث دی
---	---

قصہ ولی اللہ

قول ہے اک یہ ولی اللہ کا بحث ہے منطق سے کچھ ملتی ہوئی اتفاقاً آئے اک دن مقتدی تھا سنی اک شخص اک مردِ نبیل تھا نذرانہ اس سنی کا قبیل تھا جو وہ مردِ نبیل زشت خو	جو کہ ہیں مُصرفِ سنین اس کو ظا سُنکے اسکو خوش ہوں شاید فلسفی خدمتِ مولا میں پھر یہ عرض کی ایک نامی خلق میں تھا اک ذلیل راہِ خالق میں لٹایا مال و زر جمع کرنے میں تھی جس کو جستجو
---	---

چیز ایک پیسہ کی دہ لیتا تھا مر گیا آخر کو وہ سب چھوڑ کر تب کہا حق کے دلی نے تم ذرا جو سخی تھا ساتھ اپنے لے گیا جو نہ دے اولاد کو اچھ خوش سغات جس کو کہتے ہو جنیل زشت خو مال کچھ بھی ساتھ اپنے لے گیا	وہ کبھی سائل کو کچھ دیتا نہ تھا چل بسا دینا سے منہ کو موڑ کر اٹھا ظاہر کر رہے ہو واقعا یہ کہو اولاد کو کیا دے گیا اوس کو کہتے ہو سخی اٹھی بات دوسخی تھا اس میں کیا ہے گفتگو تھا سخی اولاد کو سب دے گیا
--	--

قصہ حضرت عیسیٰ

حضرت عیسیٰ کلمہ یہہ واقعا تھا رفیق پُر ہوس اک ہم سفر الغرض ٹہرے وہاں وہ ذلیقار روٹیاں کل تین دن کے ساتھ تھیں ایک کھائی دوسری رکھ دی جدا پانی پینے وہ گئے چشمہ کے پاس آئے حضرت پوچھا روٹی کہاں بولے وہ واقف نہیں ہیں زینجا کوچ حضرت نے وہاں سے پہر کیا فاصلہ پر آئے دو آہو نظر ایک کو اون میں سے کڑا اعلان اس ذبیحہ کے گلے پر کیا بازہ خوش ذائقہ اور نرم تھے	تھے سفر میں ایک دن وہ باخدا ایک چشمہ پر ہوا ان کا گزرا آپ شیریں تھا مصفا خوش گوار ایک مہرا ہی کو وی دوچھیں تا ملے وقت ضرورت کچھ غذا چکھ گئے مہرا ہی اس کو بے ہراس کیا ہوئی بتلائیے اسے مہربان مینے دیکھا تھا اسے وقت شمار ایک جھل میں گرز جسم ہوا آپ نے اون کو بلا یا جلد تر دوسرا واپس کیا زندہ غزال چٹپٹے خوش ذائقہ با آب و تاب بات اک یہ بھی ہے گر گم تھے
---	--

بعد کھانے کے دکھایا معجزہ
استخوان بچھا ذبیحہ کے کیے
قُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ حضرت نے کہا
پوچھا ساتھی سے بتاؤ ماجرا
مثل سابق کر دیا انکار پھر
تیسری منزل پہ ٹہرے جب بٹی
ہاتھ اٹھا کر پھر دعا حضرت نے کی
تین حصے اُنکے حضرت نے کیے
پھر کہا حضرت نے اے مرد خدا
دوسرا حصہ ہے اُسکا کریمیں
پھر کیا اقرار اُس نے بر ملا -
پھر تبسم کر کے حضرت نے کہا
چھوڑ کر تمھارے راہی ہوئے
آگے اتنے میں دو قزاق بھی
خوف سے اُسے کہا یہ سوچ کر
کیوں عبت جنگ و جدل آپس میں ہو
حبیب ہوا تقسیم کا جھگڑا تمام
لایا کھانے میں ملا کر زہر وہ
مشورہ دونوں نے جو تھا کر یا
بعد اُس کے کھایا دونوں ذی نعام
طے سے اُنہی بنا یہ حال تھا

جس سے ہمراہی ہوا حیرت زدہ
عرض پھر کچھ کر کے اُس جہود سے
اُسے مذہب و پھر زندہ ہوا
گردہ نان جو میں وہ کیا ہوا
چپ رہے حضرت نے کی تکرار پھر
مجمع حضرت نے پھر کچھ خاک کی
خاک وہ سونے کی ڈھیری ہو گئی
دید یا اک اُس کو دو باقی رہے
ایک ان دونوں میں حصہ ہی مرا
جس نے کھائی تیسری نان جو میں
روٹی خود کھانے کا قصہ کہدیا
لے لو تینوں حصے اے مرد خدا
حب مال و زر میں بھی بیٹھے رہے
قتل ان کے کرنے کی تدبیر کی
کیوں ہوئے آمادہ میرے قتل پر
تینوں حصوں میں طلا سب باٹو
تب گیا اوں میں سے اک بہر طعام
ہو گیا دونوں کے عقیم فہر ہو
آئی ہی اُس کو تہہ فنجہ کیب
زہر سے قصہ ہو ان کا نام
گرداشیں بیچ میں سبٹل تھا

حرص سے ہر ایک نے جان اپنی دی الفت زر کا نتیجہ ہے یہی

نصیحت عام

رسن سے بھی ہوتا ہے حامل تجربہ
میں کتب بینی سے اکثر فائدے
راحت و آرام سے محنت بغیر
آنکھ سے دیکھے سنے جو کماں سے
محنت و تکلیف و غم رنج و تعب
عقل سے انسان جب لیتا ذکر کام
عام حالت غور سے دیکھو ذرا
ہیں بہت کم جنہیں غور غرضی نہیں
ہے وہی انسان جو ہم درو ہو
ملت و مذہب کے جھگڑیوں میں
اس طرح انسان کرے سب میں گذر
اس طرح باہم ہیں سب جز و کل
غیبت و حرص و ہوس کو چھوڑ دے
طالب عزت نہ ہو سائل کبھی
لفظ جب خواری کا خود موجود ہے
کر دیا شاہوں کو اس نے سرنگوں
جو سختی ہے اس کا نیک انجام ہے
نام دنیا میں ہے اب تک برقرار
آئے ہیں دہر گدا اکثر سہمی

سیر سے ہوتا ہے کامل تجربہ
چاہئے انسان کچھ کرنا ہے
ملک کی گھر بٹھ کر کرنا ہے سیر
فرق جو اس میں ہے خود پہچان لے
جھیلے سختی آدمی بنتا ہے تب
شہرہ آفاق تب ہوتا ہے نام
حرص پر سختی عمر گھٹتی ہے سدا
بے غرض نہ لے بھی شے ہیں کہیں
حس میں خلق و کرم میں فرد ہو
چاہئے انسان کو اس سے بچے
جس طرح باہم ملیں شیر و شکر
جس طرح رہتے ہیں یکجا خار و گل
سلسلہ دل سے زباں سے توڑ دے
ہاتھ ادا دھر پیلا ادا دھر عزت گئی
مئے کا پینا ہی عبت بی سود ہے
چھوڑ دے کسر و تخیر بے زبوں
حاکم طائی کا اب تک نام ہے
عدل ہے و شیر داں کا یادگار
تہر سے سائل کو مت جبر کو کبھی

